خود احتسابی ....کیا کھویا، کیا پایا؟

خود احتسابی ایک ایسا وصف ہے کہ جو انسان اسے اپناتا ہے وہ کامیاب زندگی گزارتا ہے بہت سی پریشانیوں اور مشکلات سے بچتا ہے۔ ویسے ہر ذکی، ذی شعور اور ذمہ دار شخص کو روزانہ اپنا محاسبہ کرنا چاہئے۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: **الکیس من دان نفسه وعمل لما بعد الموت**۔

احتساب کا عمل یومیہ، ہفتہ وار، ماہوار اور سالانہ جاری رہنا چاہئے کیا کھویا کیا پایا؟ کے اصول پر آئندہ منصوبہ بندی کرنی چاہئے بہتر مستقبل کیلئے ایسا کرنا از حد ضروری ہے۔ تاکہ سابقہ کوتاہیوں اور غلطیوں کو نہ دہرایا جائے۔ احتساب کا دائرہ عمل تمام شعبہ ہائے زندگی کو محیط ہونا چاہئے۔ انسان کا تعلق تعلیم سے ہو یا فنون لطیفہ سے، وہ تاجر ہو یا صنعت کار، جاگیردار ہو یا زمیندار، وہ ملازم ہو یا مالک، وہ غریب ہو یا امیر، وہ عوام ہوں یا حکمران، سب کو احتساب کے عمل سے گزرنا چاہئے اس سے کرپشن سے پاک معاشرہ وجود میں آتا ہے۔ اور سب اپنی اپنی جگہ محتاط رویہ اختیار کرتے ہیں۔

بدقسمتی سے پاکسانی معاشرے میں خود احتسابی کا عمل جاری نہ ہو سکا۔ ادر اس سے بڑھ کر بعض حضرات اپنے آپ کو احتساب بے بالاتر سمجھتے ہیں۔ یہی باعث ہے کہ دن بدن خرابیوں میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ اور اکثر شعبوں کی کارکردگی متاثر ہوئی ہے۔

دینی مدارس کو پاکستانی معاشرے میں بڑی اہمیت حاصل ہے۔ جہاں عوام کا وسیع حلقہ ان کی کارکردگی کو بنظر تحسین دیکھتا ہے اور مالی معاونت کرتا ہے۔ وہاں ایک طبقہ ان پر شدید تنقید کرتا ہے ان کے نصاب اور نظام تعلیم پر معترض ہے۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ مدارس دینیہ کے ذمہ داران احتساب پر خفگی محسوس کرتے ہیں۔ اور ایسے عمل کو ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

ایک ایسا ادارہ جو عوامی تعاون سے چلتا ہو، اور قوم کے بچوں کی تعلیم و تربیت کا ذمہ دار ہو، اس کی کارکردگی کا جائزہ لینا ان کا بنیادی حق ہے۔ تاکہ اس میں موجود خامیوں اور خرابیوں کو دور کیا جا سکے۔ اور اس کی اصلاح کیلئے نئے اقدامات کئے جا سکیں۔ چونکہ مدارس میں یہ روایت موجود نہیں جس کی وجہ سے کئی غلطیاں بار بار دہرائی جاتیں ہیں۔ جس کے سبب وقت اور پیسہ ضائع ہوتا ہے۔ اور طلبہ کا مستقبل برباد ہو جاتا ہے۔ اگرچہ اس سے قبل بھی ان صفحات پر ایسی معروضات پیش کر چکے ہیں لیکن **فذکر فان الذکر تنفع المومنین** کے تحت چند گذارشات پیش خدمت ہیں۔

چونکہ مدارس میں تعلیمی سال کا آغاز شوال میں جبکہ اختتام شعبان میں ہوتا ہے لہٰذا تمام مدارس کے مہتمم حضرات کو اصلاح احوال کیلئے ابھی سے کوشش کرنی چاہئے۔

زندگی تمام شعبوں کی طرح مدارس میں بھی مختلف مراحل ہیں۔ بعض مدارس اعلیٰ درجے کے ہیں جہاں اسلام علوم کی تدریس کا مکمل انتظام موجود ہے۔ مکمل عمارت، کمروں کی تعداد ضرورت کے مطابق ہے، وسیع لائبریری ہے، اساتذہ کرام کی جماعت موجود ہے۔ جبکہ بعض مدارس نچلے درجے کے ہیں۔ چند کمروں پر مشتمل ادارہ ہے۔ تدریسی و رہائشی کمرے مشترک ہیں۔ چند اساتذہ ہیں اور لائبریری نہ ہونے کے برابر ہے لیکن مقام تعجب ہے کہ یہ مدارس بھی ابتداء سے بخاری شریف تک پڑھانے پر اصرار کرتے ہیں۔ جس کیلئے شیخ الحدیث کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ اور اگر کوئی قد آور شخصیت میسر نہ آئے۔ تو کسی بھی سینئر استاذ کو یہ منصب دے دیا جاتا ہے۔ رہی طلبہ کی تعداد تو ابتدائی کلاسوں میں تو چند طلبہ موجود ہیں۔ لیکن بڑی کلاسوں میں طلبہ کی تعداد اکائی سے آگے نہیں بڑھتی۔ اور بعض مدارس میں بخاری شریف کیلئے تو ساٹھ ستر طلبہ میسر ہیں۔ لیکن نچلی سطح پر کوئی طالب علم نہیں ہے۔ یہ کیفیت ایک عرصہ سے چلی آرہی ہے۔ لیکن مدارس کے بست و کشاد کبھی بھی اس پر غور وفکر نہیں کرتے۔ آخر وہ کونسی وجوہات میں جن کے سبب یہ حالات پیدا ہوئے۔ یا وہ کیا مجبوریاں ہیں جن کے باعث وہ ایسا کرتے ہیں۔ سچی بات تو یہ ہے کہ یہ اپنے آپ کو دھوکہ دینے کے مترادف ہے۔ انہیں بخوبی علم ہے کہ وہ طلبہ جوان کے ہاں بخاری شریف پڑھنے جمع ہوتے ہیں۔ وہ کہاں سے آئے ہیں اور ان کی تعلیمی استعداد کیا ہے؟ اس کے باوجود آنکھیں بند رکھتے ہیں۔ اور پروپیگنڈہ کرتے ہیں۔ کہ امسال

چالیس یا پچاس طالب علم دستار فضیلت حاصل کر رہے ہیں۔ ایسے فضلاء معاشرے میں جا کر کیا کردار ادا کریں گے؟ جو خود ابھی تربیت اور اصلاح کے مستحق ہوں دوسروں کی تربیت اور اصلاح کیسے کریں گے؟

نچلی سطح پر کتابوں کی تدریس نہایت کمزور ہے۔ نصاب میں تمام کتب کی تکمیل تو دور کی بات ہے اس کتاب کا صحیح تعارف تک نہیں کرایا جاتا۔ چونکہ مہتمم صاحب اساتذہ کرام کے ذریعے چندہ جمع کرنے کی مہم چلاتے ہیں۔ لہٰذا ان کی کوتاہیوں پر صرف نظر کرتے ہیں اور اپنے مفادات کیلئے بچوں کا مستقبل برباد کر دیتے ہیں۔

اداروں کی رونق بڑھانے کیلئے نت نئے نظام متعارف کروائے جاتے ہیں۔ مثلاً درس نظامی کا کورس دو سال میں مکمل کرایا جاتا ہے۔ اور ایسے بلند و بالا دعوے اور چیلنج کئے جاتے ہیں کہ شاید سابقہ علماء تو اپنا وقت برباد کر گئے۔ جنہوں نے سالہا سال ایک کتاب کو سمجھنے میں صرف کئے۔ بعض مدارس نے چار سالہ کورس رکھا ہے تاکہ طلبہ کی تعداد میں اضافہ ہو۔ حالانکہ ان سب کوششوں کے باوجود ان مدارس میں طلبہ کی تعداد مایوس کن حد تک کم ہے۔ اور ان کی سعی لا حاصل ہے۔ جہاں لاکھوں روپیہ چندہ وصول کر کے صرف کرتے ہیں وہاں طلبہ کا قیمتی وقت بھی ضائع کرتے ہیں اور ایسے افراد کو سند فراغت دیکر معاشرہ میں دھکیلا جاتا ہے جو نیم خواندہ ہیں اور پریشانی کا باعث بنتے ہیں۔

امتحانات کا نظام بھی خود ساختہ ہے، نامور علماء کو بلا کر امتحان دلایا جاتا ہے اور ان سے ادارے کی حسن کارکردگی پر ایک جامع تحریر حاصل کی جاتی ہے وہ حضرات بھی بڑے فراخدل واقع ہوتے ہیں اور مبالغہ آمیزی سے کام لیتے ہوئے ادارے کی کارکردگی کو بڑھا چڑھا کر بیان کرتے ہیں جس سے حقائق تو پس منظر چلے جاتے ہیں اور محض خوش فہمی کی بنیاد پر آئندہ سال اس سے بھی بڑا دھوکہ فراڈ کیا جاتا ہے۔ ایسے حضرات کو سوچنا چاہئے ان کا یہ عمل حقیقت میں نہ تو دین کی خدمت کے زمرے میں آتا ہے اور نہ ہی طلبہ کے خیر خواہ ہیں۔ بلکہ ان کے مستقبل کو تاریک کرنے اور انہیں ذہنی اور علمی پسماندہ کرنے کے مترادف ہے۔ اور صرف اپنی جیبیں ہری کرنے کیلئے خوشامدی کا طریقہ کار اختیار کرتے ہیں۔ اکثر موقعوں پر گفتگو میں وہ ایسے دلائل پیش کرتے ہیں جو شرعی، اخلاقی، قانونی، عقلی اور منطقی اعتبار سے بھی کمزور ہوتے ہیں۔ اور جب بات نہ بنے تو آخری حربہ صرف یہ ہوتا ہے۔ کہ چلو اس بہانے دین سے منسلک تو ہے۔ ہمارے نزدیک یہ لوگ ایک ایسا جرم کر رہے ہیں۔ جو نا قابل معافی ہے۔ اس کے اثرات ابھی نہیں ظاہر ہونگے اور ایسے نااہل لوگ پورے معاشرے کیلئے ناسور ثابت ہونگے۔ اس وقت پچھتائیں گے لیکن بہت دیر ہو چکی ہوگی۔ اس کا مطلب ہرگز نہیں کہ تمام مدارس کا یہی حال ہے بلکہ پاکستان کے بہت سے ایسے جامعات اور مدارس ہیں جن کا نظام نہایت مربوط اور مضبوط ہے۔ اور وہ کس طرح عالمی معیار سے کم نہیں۔ نصاب، نظام امتحانات، تعلیمی مراحل، عالمی جامعات کے ہم آہنگ ہیں۔ اور ان کی حسن کارکردگی کا ایک زمانہ معترف ہے۔ اس میں پیش پیش جامعہ سلفیہ فیصل آباد ہے۔ فللہ الحمد

مدارس میں مختلف تعلیمی مراحل ہیں ان کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہئے۔ اگر مدرسہ علاقائی سطح پر قائم ہوا ہے تو اسے قریب ترین کسی بھی بڑے ادارے کے ساتھ منسلک کرنا چاہئے۔ ابتدائی کلاسوں کا اہتمام کریں جس کیلئے پوری محنت کریں اچھے اساتذہ مقرر کریں اور آخری مراحل کیلئے ان طلبہ کو بڑے ادارے کے سپرد کر دیا جائے۔ اس سے مدارس میں خوشگوار تبدیلی آئے گی۔ مالی بوجھ کم ہوگا نیز تعلیمی معیار بہت بلند ہوگا۔ اور بہت سی پریشانیوں سے بچا جا سکتا ہے۔ امتحانی نظام کو عالمی اصولوں کے مطابق استوار کریں، تاکہ بدگمانیوں سے بچا جا سکے۔

مہتمم حضرات کو خود احتسابی کا عمل شروع کرنا چاہئے۔ صاحب **الدار ادری مافیھا** کے مصداق انہیں اپنے حالات کا خود معلوم ہیں۔ اور اس کا جائزہ لینا چاہئے چونکہ دینی مدارس کی خدمات قابل قدر ہیں یہ کام اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کیلئے کرنا چاہئے تاکہ آخرت میں نجات کا ذریعہ بن سکیں۔ لیکن جو کام شرعاً، اخلاقاً، قانوناً، عقلاً ممنوع ہوں ان سے اجر و ثواب کی توقع کیسے کی جا سکتی ہے۔ محض دنیا داروں کی خوشنودی کیلئے شہادۃ الزور جاری کرنا قابل مواخذہ بن سکتا ہے۔ لہٰذا ہم تمام مدارس کے بست و کشاد سے دردمندانہ اپیل کریں گے کہ وہ اپنا محاسبہ خود کریں اور اصلاح احوال کیلئے کلیدی کردار ادا کریں۔ تاکہ اس محاسبے کا موقعہ ہم کسی دنیا دار کو نہ دیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھ عطا فرمائے اور اصلاح احوال کی توفیق عطا فرمائے آمین

☆☆☆☆☆☆☆☆